بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

پاکستان میں عربی کی طرف روز افزوں توجہ مسلمانان پاکستان کی قومی زندگی کا ایک خوش آئند پہلو ہے۔ یہ رجحان ایسے لوگوں کے لئے موجب طمانیت ہوگا جو ملک و قوم کا درد رکھنے کے ساتھ اس کے تقاضوں کو بھی سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بات محض قومی ہمدردی کی نہیں بلکہ اس کا تعلق مسلمانوں کی حیات ملی سے ہے۔ ملت اسلامیہ کی بقا کا راز اس حقیقت میں مضمر ہے کہ اس کے افراد جغرافیائی حدود و ثغور اور اس نوع کے دیگر تفریقی امتیازات سے بالاتر ہوکر خود کو دین کے رشتہ وحدت میں منسلک کرلیں اور متحد ہوکر بنیان مرصوص بن جائیں۔ چونکہ ہمارے دین کی زبان عربی ہے اس لئے عربی سے ہمارا رابطہ جتنا استوار ہوگا ہم دین کے علم و عمل میں بھی اتنے ہی پختہ ہوں گے اور ہماری ملت کی شیرازہ بندی بھی اتنی ہی مضبوط ہوگی۔

لیکن مسلمان ہونے کی حیثیت سے جب ہم عربی کی بات کرتے ہیں تو ہماری مراد ایسی عربی سے ہوتی ہے جو فہم دین میں معاون ہو۔ ایک مسلمان کے لئے عربی کی اہمیت اس کے دینی کردار ہی کی وجہ سے ہوسکتی ہے اور عربی کو دینی کردار عطا کرنے والا، اللہ کا آخری پیغمبر اور اس کی آخری کتاب قرآن مجید ہے۔ عربی کی اہمیت و افادیت کے بعض دوسرے پہلو بھی ہو سکتے ہیں لیکن وہ پہلو ایسے ہی ہوں گے کہ ان میں عربی کی کوئی تخصیص نہیں، دنیا کی ہر اہم زبان کے ساتھ یہ صورت معاملہ ہو سکتی ہے۔ عربی کے ساتھ ہمارے خصوصی تعلق کی وجہ یہ ہے کہ وہ لغت القرآن ہے، وہ لغت محمد عربی ہے۔ ہمیں دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حیثیت سے عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہنا ہے تو ہمیں اس عربی کو زندہ رکھنے کا پورا اہتمام کرنا ہوگا جس میں اللہ کا آخری پیغام محفوظ ہے، جس میں

اللہ کے آخری رسول کی باتیں محفوظ ھیں۔ اگر ھم عربی کی طرف اس لئے توجہ کر رھے ھیں کہ عربی لغت القرآن ھے، عربی نبی آخری الزماں کی زبان ھے، عربی اسلام اور اسلامی علوم کا خزانہ ھے، تو یہ بات بلاشبہہ ھمارے لئے باعث یمن و سعادت ھے۔ اور اس کے لئے ھمیں یہ اھتمام کرنا ھوگا کہ وھی عربی پڑھیں اور پڑھائیں جو قرآن و حدیث اور دین اسلام کے سمجھنے میں کارآمد ھو۔ اس لئے کہ امت مسلمہ کی نشأۃ ثانیہ موقوف ھے دین کے صحیح فہم پر اور دین کے صحیح فہم کے لئے ضروری ھے کہ اس عربی کو فروغ ھو جو قرآن کی زبان ھے۔

ھمارے دینی مدارس اپنے دائرے میں صدھا برس سے اس خدمت میں مصروف ھیں۔ یہ انھی کا فیضان ھے کہ آج اس زمانے میں عربی اور دین زندہ نظر آتے ھیں جب کہ اغیار ان دونوں کو مٹانے کے درپے ھیں۔ یہ مدارس اپنی بساط کے مطابق آج بھی اس کے لئے کوشاں ھیں۔ حکومت وسائل کی فراھمی میں ان کی مدد کرے تو اس سے ان کا کام یقیناً آسان ھو جائے گا اور ان کی مساعی کے بہتر نتائج نکلیں گے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ اس قومی معاملے کو قومی سطح پر کیونکر حرکت دی جائے۔ حالات کی خوشگوار تبدیلی نے از خود ایسی صورتیں پیدا کردی ھیں کہ حکومتی سطح پر ایک طرف احیائے دین کی مساعی کا آغاز ھو رھا ھے تو دوسری طرف عربی کی ترویج و اشاعت کے بھی جگہ جگہ چرچے ھیں۔ دین اسلام اور عربی کا چولی دامن کا ساتھ ھے۔ ممکن نہیں کہ کوئی ادارہ احیائے دین کے لئے مخلصانہ اقدامات کرے اور عربی کو نظر انداز کردے۔ ھماری دعا ھے کہ اللہ تعالی حکومت وقت اور اس کے اھل الحل و العقد کو یہ توفیق ارزانی فرمائے کہ انھوں نے جس نیک کام کا آغاز کیا ھے اس کو انجام تک پہنچانے میں کامیاب ھوں۔ و باللہ لتوفیق !